نیز مسلمانوں کا اسلامی شریعت پر اعتماد بحال ہونے کے بعد خفیف ہو گئے مذکورہ بالا دفاعی ردعمل کا ایک نمایاں اثر (جو اگرچہ رفتہ رفتہ کم ہو گیا) یہ ہوا کہ اسلامی شریعت پر بحث وتحقیق کرنے والوں نے وضعی قوانین پر اسلامی شریعت کی برتری کے سلسلے میں دلائل وبراہین کا انبار لگا دیا اور ہر طرح کے مضبوط اور کمزور دلائل جمع کر دیئے بعض مصنفین کا طرز تصنیف تو یہ ہو گیا کہ وہ اپنی بحث کے آغاز ہی میں اعلان کر دیتے ہیں کہ ان کی تصنیف کا مقصد اسلامی شریعت کی برتری اور فضیلت ثابت کرنا ہے۔ حالانکہ اس طرح کی وضاحت بحث کے اخیر میں نتیجۂ بحث کے طور پر آنی چاہیئے تاکہ قاری کو یہ محسوس نہ ہو کہ آپ نے شروع ہی میں ایک نظریہ قائم کر کے اسے ثابت کرنے کے لئے ہر طرح کے دلائل اکٹھا کر دیئے ہیں۔

اس لئے کہ اس طرح کا طرز تحقیق غیر اسلامی علمی حلقوں میں غیر معروضی اور جانبدارانہ قرار دیا جاتا ہے اور اسے درخور اعتنا تصور نہیں کیا جاتا، اگر اسلامی شریعت پر بحث وتحقیق کرنے والے اپنے جذبات پر قابو پا کر نتیجہ نکالنے سے پہلے اپنے دلائل اور علمی براہین پیش کرتے تو ان کی یہ علمی محنت عقلوں کو اپیل کرتی اور ان بحثوں کا اصل مقصد حاصل ہوتا۔

۲ ـــــ عصر حاضر کی بعض فقہی تصنیفات وتحقیقات میں مختلف مذاہب فقہیہ کی آراء پیش کرنے میں متوازن منہج اپنایا گیا ہے اور بعض تحقیقات میں ایک معین فقہی مذہب کو بحث کی بنیاد بنایا گیا ہے (اکثر مصنفین کے یہاں مذہب حنفی کو بنیاد بنایا گیا ہے) اور دوسرے مذاہب فقہیہ کی آراء کی جانب اسی جگہ اشارہ کیا گیا ہے جہاں اختلاف بنیادی ہوتا ہے، ایسے موقع پر باقی مذاہب فقہیہ کے ساتھ تقابلی مطالعہ کرنے کے لئے زیر بحث مسئلہ کو شرح وبسط کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے۔

۳ ـــــ عصر حاضر میں فقہ اسلامی پر جو تحقیقی اور تقابلی کام ہو رہا ہے ان میں سے بعض میں کسی خاص موضوع کو تحقیق وبحث کے لئے اختیار کیا گیا ہے مثلاً عین

Marfat.com

مسئلہ یا مصلحت شرعیہ یا اس طرح کے دوسرے موضوعات، بعض معاصر تصنیفات میں فقہ اسلامی کی کسی مخصوص شاخ کو موضوع بنایا گیا ہے مثلاً اسلام کا قانون جرم وسزا، شہری معاملات یا بین الاقوامی قانون، بعض تصنیفات میں موسوعی طریقہ اپنایا گیا ہے، اور پورے فقہی ذخیرہ کو فقہی اصطلاحات کے تحت حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کر دیا گیا ہے۔

۴ ـــــ عصر حاضر کے بعض مصنفین نے اپنی تصنیفات میں اہل سنّت کے چاروں فقہی مذاہب کے ساتھ دوسرے فقہی مذاہب خصوصاً فقہ جعفری کو تقابلی مطالعہ میں شامل کیا ہے مثلاً شیخ علی الخفیف کی کتاب "فرق الزواج" میں یہی انداز اپنایا گیا ہے قاہرہ کی المجلس الاعلیٰ نے فقہی دائرۃ المعارف کا جو منصوبہ بنایا ہے اس میں چار مشہور فقہی مذاہب کے علاوہ فقہ جعفری، فقہ زیدی، فقہ اباضی اور فقہ ظاہری کو بھی شامل کیا ہے۔

کویت میں موسوعۂ فقہیہ کا جو کام ہو رہا ہے اس میں بھی ابتداءً یہی طریقہ اپنایا گیا ـــــ پھر طریقہ میں تبدیلی کر کے اس موسوعۂ فقہیہ کا دائرہ اہل سنت کے چار فقہی مذاہب کے اندر محصور کر دیا گیا۔

۵ ـــــ عصر حاضر میں فقہ اسلامی کا جو تقابلی مطالعہ ہو رہا ہے اس میں بہت سے مصنفین کے یہاں فقہی مذاہب کے علاوہ وضعی قوانین کو بھی شامل کر لیا گیا ہے یا تو کسی ایک ملک کے وضعی قوانین کو یا مختلف ممالک کے قوانین کو یا، عصر حاضر کے نظامہائے قوانین کو تقابلی مطالعہ کا جز بنایا گیا ہے، وضعی قوانین کے ساتھ اسلامی شریعت کے تقابلی مطالعہ کی ضرورت کا احساس اس وجہ سے زیادہ پیدا ہوا کہ مسلمان اپنے ملکوں میں اسلامی شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں۔ لیکن عملاً ان پر ایسے وضعی قوانین نافذ کئے جا رہے ہیں جن میں سے بعض اسلامی شریعت سے ماخوذ ہیں اور بعض دوسرے آخذ سے۔

وضعی قوانین کے ساتھ اسلامی شریعت کے تقابلی مطالعہ پر جو تنسیقی کام

Marfat.com

ابتک ہوا ہے اس کی ایک بڑی دشواری یہ ہے کہ اس تقابلی مطالعہ میں اکثر بحث وتحقیق کرنے والا غیر اسلامی نظام قانون یا نظریۂ قانون کا پابند ہو کر اس کے ساتھ اسلامی شریعت کا موازنہ کرتا ہے جبکہ وہاں اسلامی شریعت اور وضعی نظامہائے قانون میں ایسے بنیادی فرق ہوتے ہیں جن کی وجہ سے دونوں کا موازنہ سراسر زبردستی اور تکلف محسوس ہوتا ہے بہتر یہ تھا کہ کسی اور نظریہ کی پابندی کئے بغیر پہلے اسلامی نظریہ کی مستقل اور ممتاز عمارت تعمیر کر لی جائے۔ بعض معاصر تصنیفات اس سلبی اثر سے محفوظ رہنے اور فقہ اسلامی کے نظریہ کی مستقل عمارت تعمیر کرنے میں کامیاب ہیں۔

۶ ـــــ عصر حاضر کی بعض فقہی کتابوں میں یہ طرز اپنایا گیا ہے کہ فرعی مسائل کو براہِ راست فقہ اسلامی کے اولین ماخذ کتاب وسنت سے مربوط کر دیا جائے اس کی سب سے واضح مثال شیخ سید سابق کی کتاب فقہ السنۃ ہے موصوف اپنی کتاب میں مسئلہ کا حکم اور دلیل شرعی بیان کرنے کے بعد فقہی مسالک کی آراء کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

یہ رجحان ترقی پذیر ضرور ہے لیکن اسی کے ساتھ متعین فقہی مسلک کی پابندی کا رجحان بھی از سرِ نو ابھر آیا ہے کچھ مصنفین اس کے لئے پر جوش ہیں اور مذہبی رجحان کو اپنانے کی دعوت دیتے ہیں۔

۷ ـــــ معاصر تصنیفات میں ایسا بہت کم ہے کہ مختلف فقہی آراء اور ان کے دلائل کو الگ الگ ذکر کر دیا جائے جس طرح شیخ عبدالرحمٰن الجزیری نے الفقہ علی المذاہب الاربعۃ میں کیا ہے اور المجلس الاعلیٰ کے فقہی موسوعہ میں کیا گیا ہے۔ اکثر معاصر تصنیفات میں ہر ہر مسئلہ میں مختلف فقہی آراء کے درمیان موازنہ کیا گیا ہے اور کسی ایک رائے کو راجح قرار دینے کا کام قاری پر نہیں چھوڑا گیا ہے۔

۸ ـــــ بیشتر معاصر تصنیفات ومطالعات نے اس سے بھی آگے قدم بڑھایا ہے

Marfat.com

اور فرعی مسائل کے سلسلے میں تقابلی مطالعہ کی سطح سے بلند ہو کر اسلامی شریعت کے عمومی نظریات کو تطبیقات سے الگ ہو کر مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس طرزِ تحقیق کے نتیجہ میں زیر بحث موضوع کے بارے میں فقہی نظریات نکھر کر سامنے آ گئے ہیں خواہ اس کا موضوع مخصوص ہو جس طرح ڈاکٹریٹ کے مقالات میں اکثر ہوتا ہے یا عام موضوع ہو جیسے استاذ عبدالقادر عودۃ شہید کی کتاب "التشریع الجنائی الاسلامی" میں اور ڈاکٹر عبدالرزاق سنہوری (۱۹۵۴ء - ۱۹۵۹ء) کی کتاب مصادر الحق فی الفقہ الاسلامی میں ہے، یا اس کا موضوع عام فقہی نظریات ہوں جس طرح استاذ مصطفٰے زرقاء کی کتاب المدخل الفقہی العام میں ہے۔

Marfat.com

فصل سوم

فقہ اسلامی اور فقہی نظریات کے موضوع پر عصر حاضر کے مصنفین کی کچھ تحریریں

ہم یہاں پر بطورِ مثال شریعت کے عمومی نظریہ اور اس کی بعض شاخوں سے متعلق کچھ معاصر تحریروں کا ذکر کرنے پر اکتفا کریں گے۔

(الف) شریعت کے عمومی نظریہ کے بارے میں چند کتابیں:-

(۱) المدخل الفقہی العام	مصطفیٰ احمد زرقاء
(۲) مقاصد الشریعۃ	محمد طاہر بن عاشور
(۳) نظریۃ المصلحۃ فی الفقہ الاسلامی	ڈاکٹر حسین حامد حسّان
(۴) نظریۃ القاعدۃ القانونیۃ والقاعدۃ الشرعیۃ	ڈاکٹر عبدالمنعم فرج صدہ
(۵) التصرفات والوقائع القانونیّۃ	ڈاکٹر محمد زکی عبدالبرّ
(۶) نظریۃ الامامۃ عند الاصولیین والفقہاء	ڈاکٹر محمد سلام مدکور
(۷) تفسیر النصوص فی الفقہ الاسلامی	ڈاکٹر محمد ادیب صالح
(۸) تعلیل الاحکام	ڈاکٹر محمد مصطفیٰ شلبی
(۹) الذرائع فی السیاسۃ الشرعیۃ والفقہ الاسلامی	ڈاکٹر وہبہ زحیلی

(ب) عبادات کے موضوع پر چند کتابیں:-

(۱) ارکان اربعہ	سید ابوالحسن ندوی
(۲) العبادۃ فی الاسلام	ڈاکٹر یوسف قرضاوی

(۳) فقہ الزکاۃ	ڈاکٹر یوسف قرضاوی
(۴) نظام المحاسبۃ لضریبۃ الزکاۃ	ڈاکٹر شوقی اسمٰعیل شحاتہ

(ج) پرسنل لائے کے موضوع پر چند کتابیں :-

(۱) الزوجیۃ فی التشریع الاسلامی	ڈاکٹر ابراہیم عبدالحمید
(۲) فرق الزواج	علی خفیف
(۳) التركة والميراث فی الاسلام	ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ
(۴) الوصایا والاوقاف	ڈاکٹر محمد مصطفےٰ شلبی
(۵) الجنین والاحکام المتعلقۃ بہ فی الفقہ الاسلامی	ڈاکٹر محمد سلام مدکور
(۶) تنظیم الاسرۃ وتنظیم النسل	محمد ابوزہرہ

(د) مالی معاملات کے موضوع پر چند کتابیں :-

(۱) مصادر الحق فی الفقہ الاسلامی	ڈاکٹر عبدالرزاق سنہوری
(۲) المال والالتزام فی الفقہ الاسلامی	ڈاکٹر محمد سلام مدکور
(۳) الاموال ونظریۃ العقد فی الفقہ الاسلامی	ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ
(۴) الضمان فی الفقہ الاسلامی	علی خفیف
(۵) نظریۃ تحمل التبعۃ فی الفقہ الاسلامی	ڈاکٹر محمد ذکی عبدالبر
(۶) الملکیۃ	ڈاکٹر عبدالسلام داؤد عبادی
(۷) الحوالۃ	ڈاکٹر ابراہیم عبدالحمید
(۸) الحق ومدی سلطان الدولۃ فی تقییدہ	ڈاکٹر فتحی دریٰنی
(۹) المقاصۃ فی الفقہ الاسلامی	ڈاکٹر محمد سلام مدکور
(۱۰) نظریۃ التعسف فی استعمال الحق	ڈاکٹر فتحی دریٰنی
(۱۱) الشرکات فی الشریعۃ الاسلامیۃ والقانون الوضعی	ڈاکٹر عبدالعزیز خیاط
(۱۲) امبدأ الرضائی العقود بین الشریعۃ والقانون	ڈاکٹر علی محی الدین قرہ داغی
(۱۳) التأمین وموقف الشریعۃ الاسلامیۃ منہ	ڈاکٹر محمد سید دسوقی

Marfat.com

(۱۴) الاحتکار وموقف الشریعۃ الاسلامیۃ منہ	ڈاکٹر محمد سلام مدکور
(۱۵) العمل والعمال بین الاسلام والنظم الوضعیۃ المعاصرۃ	ڈاکٹر سعد مرصفی
(۱۶) نظام الإفلاس فی الفقہ الاسلامی	ڈاکٹر حسین حامد حسان
(۱۷) الملکیۃ الفردیۃ وتحدیدھا فی الاسلام	علی خفیف
(۱۸) الوظیفۃ الاجتماعیۃ للملکیۃ الخاصۃ	ڈاکٹر محمد علی جنولہ

(ہ) بینکنگ نظام کے موضوع پر چند کتابیں :-

(۱) الاعمال المصرفیۃ والاسلام	مصطفےٰ عبداللہ ہمشری
(۲) بنوک بلا فوائد	ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی
(۳) تطویر الاعمال المصرفیۃ بما یتفق والشریعۃ الاسلامیۃ	ڈاکٹر سامی حمود
(۴) البنوک الاسلامیہ	ڈاکٹر شوقی اسماعیل شحاتہ
(۵) النقود والمصارف فی النظام الاسلامی	ڈاکٹر عوف محمود کفراوی

(و) اقتصادیات کے موضوع پر چند کتابیں :-

(۱) خطوط رئیسیۃ فی الاقتصاد الاسلامی	محمود ابو السعود
(۲) الاقتصاد الاسلامی مذھبا ونظاما	ابراہیم طحاوی
(۳) الاتجاہ الجماعی فی التشریع الاقتصادی الاسلامی	ڈاکٹر محمد فاروق نبہان
(۴) اقتصادنا	محمد باقر صدر
(۵) استراتیجیۃ وتکنیک التنمیۃ الاقتصادیۃ فی الاسلام	ڈاکٹر یوسف ابراہیم یوسف
(۶) الاقتصاد الاسلامی والفکر المعاصر (نظریۃ التوزیع)	رفعت عوضی
(۷) مفاھیم ومبادئ فی الاقتصاد الاسلامی	ڈاکٹر شوقی اسماعیل شحاتہ
(۸) المشکلۃ الاقتصادیۃ ونظریۃ الأجور والاسعار فی الاسلام	ڈاکٹر عبداللہ غانم
(۹) المبادئ الاسلامیۃ فی نظریۃ التقویم فی المحاسبۃ	ڈاکٹر شوقی اسماعیل شحاتہ
(۱۰) المحاسبۃ فی الاسلام	ڈاکٹر محمد سعید عبدالسلام
(۱۱) الاقتصاد الاسلامی	ڈاکٹر منذر قحف

Marfat.com

(۱۲) النظام الاقتصادی الاسلامی — ڈاکٹر محمد عبدالمنعم عفر

(ز) اسلامی قانونِ تعزیرات کے موضوع پر چند کتابیں:۔

(۱) التشریع الجنائی الاسلامی	عبدالقادر عودہ
(۲) دراسات فی فقہ الجنائی الاسلامی	ڈاکٹر عوض محمد عوض
(۳) فی اصول النظام الجنائی الاسلامی	ڈاکٹر محمد سلیم عوا
(۴) المسئولیۃ الجنائیۃ : اُساسہا وتطوّرھا	ڈاکٹر محمد کمال الدین امام
(۵) التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیہ	ڈاکٹر عبدالعزیز عامر
(۶) القصاص	ڈاکٹر احمد محمد ابراہیم
(۷) نظریات فی الفقہ الجنائی الاسلامی	ڈاکٹر احمد فتحی بہنسی
(۸) نظریۃ الدفاع الشرعی فی الشریعۃ الاسلامیۃ	ڈاکٹر یوسف قاسم
(۹) الدیۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ	ڈاکٹر علی صادق ابو ہیف

(ح) نظامِ قضا کے موضوع پر چند کتابیں:۔

(۱) نظام القضاء فی الاسلام	ڈاکٹر ابراہیم عبدالحمید
(۲) من طرق الاثبات	ڈاکٹر احمد عبدالمنعم بہی
(۳) طرق الاثبات الشرعیۃ	احمد ابراہیم بک
(۴) حکم الاسلام فی القضاء التعبی	ڈاکٹر فؤاد عبدالمنعم
(۵) اصول المرافعات الشرعیہ۔	انور عمروسی
(۶) التقنین والالزام	بکر بن عبداللہ ابوزید
(۷) القضاء فی الاسلام	ڈاکٹر محمد سلام مدکور

(ط) اسلام کے مالیاتی نظام پر چند کتابیں:۔

(۱) النظام المالی الاسلامی	ڈاکٹر محمد کمال جرف
(۲) دراسۃ مقارنۃ بالمذاہب الاسلامیۃ معاصرۃ	ڈاکٹر محمد عبدالمنعم جمال
(۳) الخراج والنظم المالیۃ للدولۃ الاسلامیۃ	ڈاکٹر محمد ضیاء الدین ریئس

Marfat.com

(۴) النفقات العامة فی الاسلام (دراسة مقارنة) ڈاکٹر یوسف ابراہیم یوسف

(ی) اسلام کے سیاسی نظام کے موضوع پر چند کتابیں:-

(۱) النظریات السیاسیة الاسلامیة ڈاکٹر محمد ضیاء الدین رئیس

(۲) مبادی نظام الحکم فی الاسلام مع المقارنة بالمبادئ الدستوریة الحدیثة ڈاکٹر عبدالحمید متولی

(۳) مبادئ القانون الشریعة الاسلامیة والشرائع الوضعیة ڈاکٹر عبداللہ مرسی

(۴) مبدأ المشروعیة فی الفقه الاسلامی وضوابط خضوع الدولة للقانون ڈاکٹر فؤاد محمد نادی

(۵) الحریات العامة فی الفکر والنظام السیاسی فی الاسلام ڈاکٹر عبدالحکیم حسن عیلی

(۶) حقوق الانسان بین الشریعة الاسلامیة والفکر القانونی الغربی ڈاکٹر محمد فتحی عثمان

(۷) الشوریٰ واثرها فی الدیموقراطیة ڈاکٹر عبدالحمید انصاری

(۸) الخلافة والملک ابوالاعلیٰ مودودی

(۹) رئاسة الدولة فی الفقه الاسلامی محمد رافت عثمان

(۱۰) السلطات الثلاث فی الدساتیر العربیة وفی الفکر الاسلامی ڈاکٹر سلیمان طماوی

(ک) بین الاقوامی تعلقات کے موضوع پر چند کتابیں:-

(۱) الشرع الدولی فی الاسلام نجیب ارمنازی

(۲) سیاسة الدولة الاسلامیة ڈاکٹر محمد حمید اللہ

(۳) مبادئ القانون الدولی فی الاسلام محمد عبداللہ دراز

(۴) القانون والعلاقات الدولیة فی الاسلام ڈاکٹر صبحی محمصانی

(۵) العلاقات الدولیة فی الاسلام محمد ابوزہرة

(۶) احکام القانون الدولی فی الشریعة الاسلامیة ڈاکٹر حامد سلطان

(۷) الاسلام والعلاقات الدولیة محمود شلتوت

(۸) آثار الحرب فی الفقه الاسلامی ڈاکٹر وہبہ زحیلی

(۹) العلاقات الدولیة العامة فی الاسلام ڈاکٹر ابراہیم عبدالحمید

Marfat.com

(۱۰) المعاهدات — فقہی انسائیکلو پیڈیا

(۱۱) النظم الدبلوماسية فی الاسلام — ڈاکٹر صلاح الدین منجد

(۱۲) نظام السلم والحرب فی الاسلام — ڈاکٹر مصطفٰے سباعی

(۱۳) الجہاد والحقوق الدولية العامة فی الاسلام — ظافر قاسمی

(ل) ذمی اور اسلامی ملک کے غیر مسلم باشندوں سے متعلق چند کتابیں:-

(۱) احکام الذميين والمستأمنين فی دار الاسلام — ڈاکٹر عبدالکریم زیدان

(۲) غير المسلمين فی المجتمع الاسلامی — ڈاکٹر یوسف قرضاوی

Marfat.com

خاتمہ

کتاب میں پیش کردہ مباحث کے آخر میں ہم یہ جائزہ لینا چاہتے ہیں کہ اس موضوع پر کئے گئے علمی کاموں کی صحیح قدر وقیمت کیا ہے، اور مستقبل میں اس کام کے سلسلے میں کیا امکانات اور تقاضے ہیں۔

۱ ـــــ جن علوم شرعیہ کا مطالعہ گذشتہ بحثوں میں کیا گیا ان کے وظائف کی صحیح قدر و قیمت۔

۲ ـــــ اس علم کے مستقبل پر ایک نظر اور امکانات کا جائزہ۔

۱ ـــــ جن علوم شرعیہ کا مطالعہ کیا گیا ان کے مقاصد و وظائف۔

شاید کتاب میں پیش کردہ مباحث سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ان علوم میں سے ہر علم کا بنیادی مقصد، فائدہ اور دائرہ کار کیا ہے۔ یہاں ہم اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ علوم بالواسطہ کیا کیا فوائد رکھتے ہیں اور ان کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

(الف) ان وظائف میں سرِ فہرست فقیہہ و مجتہد کی شخصیت سازی میں ان علوم کے اثرات ہیں۔

قواعد فقہیہ کے مطالعہ کا فائدہ اور اس کے اثرات بڑے نفع بخش، عظیم الشان ہیں۔ ان قواعد کے مطالعہ کرنیوالے کو بہت سے اشباہ و نظائر سے گہری واقفیت ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اسے نئے پیش آمدہ مسئلہ کو منصوص مسئلہ پر قیاس کرنے اور تخریجِ مسائل کا پورا سلیقہ آجاتا ہے اور یہ چیز اجتہاد کا وسیع باب ہے اگر یہ فقہی قواعد نہ ہوتے تو فقہی فروعات متفرق و منتشر ہوتے ان کی طرف مراجعت اور

Marfat.com

ان کا احاطہ آسان نہ ہوتا۔

کبھی کبھی فقہی فروعات بظاہر متعارض محسوس ہوتی ہیں خاص طریقہ سے اسوقت جب کہ مطالعہ کرنے والوں کے ذہنوں میں اصول وضوابط محفوظ نہ ہوں۔ جو شخص قواعد پر عبور حاصل کرلیتا ہے وہ بہت سی جزئیات یاد کرنے سے بے نیاز ہوجاتا ہے کیونکہ یہ تمام جزئیات انھیں قواعد کے ذیل میں آتی ہیں قواعد پر عبور حاصل کرنے والے کے لئے یہ بھی ممکن ہوجاتا ہے کہ یکساں مسائل ونظائر کو باہم مربوط کر دے اور اس علت ومصلحت سے واقف ہوجائے جن کی رعایت ان متشابہ بلکہ بسا اوقات متعارض مسائل کے ہر جزئیہ میں ضروری ہوتی ہے۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ قواعد پر عبور حاصل کرنا آسان اور ممکن ہے اس کے برخلاف فقہ کے مختلف ابواب وفصول میں بکھری ہوئی بے شمار جزئیات سے واقفیت آسان کام نہیں۔

قرافی لکھتے ہیں کہ "اسلامی شریعت اصول وفروع پر مشتمل ہے۔ اور شریعت کے اصول کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ اصولِ فقہ۔ اصول فقہ کی اکثر بحثیں الفاظ سے پیدا ہونے والے قواعدِ احکام کے بارے میں ہیں مثلاً امر کا وجوب پر دلالت کرنا۔

۲ ـــــ فقہ کے کلی قواعد، یہ اس طرح کے کلی قواعد ہیں جن کی بے شمار فروع ہیں ان قواعدِ فقہیہ کا اصول فقہ میں ذکر نہیں ہے کہیں کہیں اجمالی اشارہ آجاتا ہے یہ فقہی قواعد بہت نافع ہیں۔ فقیہہ کو جس قدر ان قواعد پر عبور ہوگا اس کی قدر ومنزلت اتنی ہی بڑی ہوگی اور فتوی کی راہیں اس پر روشن ہوجائیں گی۔ اور جو شخص صرف فقہی فروعات کا دامن تھامے رہتا ہے قواعد پر عبور حاصل نہیں کرتا اس کیلئے یہ فروعات باہم متناقض اور غیر مربوط ہوجاتی ہیں۔ اور اسے بے شمار جزئیات یاد کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، اس میں جس قدر مشقت ہے وہ ظاہر ہے بلکہ تمام فقہی جزئیات کا یاد کرنا ممکن ہی نہیں"۔

قواعدِ فقہیہ کے موضوع پر کی جانے والی تحقیقات ومطالعات کا ایک ثمرہ یہ ہے کہ اس سے وہ فقہی ملکہ پروان چڑھتا ہے جو انسان میں استدلال

وترجیح کی اہلیت پیدا کرتا ہے۔ قواعدِ فقہیہ سے فروع کی تخریج پر قادر بناتا ہے اور نئے پیش آمدہ مسائل کو ان قواعد کے ساتھ مربوط کرنے کی اہلیت پیدا کرتا ہے، اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ فقہا، متقدمین نے ان اصولوں سے واقفیت کی پوری کوشش کی ہے جو جزئیات کے لئے ماخذ و مرجع کی حیثیت رکھتے ہیں اور ائمہ میں اختلاف کی صورت میں ان اصولوں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔
فقہ کا طالب علم اس وقت تک فقیہہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ ائمہ فقہ نے کس طرح بحثیں کیں، کس طرح استدلال کئے، ان باتوں سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ فقہا، متقدمین کا جزئیات میں اختلاف دراصل ان کے نقطہائے نظر اور اصولِ استدلال میں اختلاف کا نتیجہ تھا۔
اس طرح فقہ کے لئے طالب علم کو قواعد سے مسائل متفرع کرنے کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ اسے اس بات سے واقفیت ہو گئی ہے کہ فروع کے درمیان وجہ ارتباط کیا ہے اور وہ فروع کن قواعد سے متفرع ہیں۔ یہ ساری باتیں قواعد فقہیہ کے مطالعہ ہی سے حاصل ہوتی ہیں، اسی لئے سیوطی نے لکھا ہے۔

"یہ بات جان لینی چاہیئے کہ فن اشباہ و نظائر عظیم الشان فن ہے، اس کے ذریعہ فقہ کے حقائق، دلائل و مآخذ اور اسرارِ فقہ کا علم ہوتا ہے، اور علم فقہ کی فہم اور استحضارِ مسائل میں مہارت پیدا ہوتی ہے۔ نئے مسائل کو منصوص مسائل پر قیاس کرنے کی اور تخریج مسائل کی قدرت پیدا ہوتی ہے جن مسائل کے احکام کتبِ فقہ میں لکھے ہوئے نہیں ہیں اور جو نئے حوادث و واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ ان کے احکام کی معرفت بھی اس فن کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اسی لئے بعض فقہا، شافعیہ نے فرمایا ہے کہ فقہ نظائر کی معرفت کا نام ہے۔ مجھے اس مقولے کی اصل حضرت عمرؓ بن خطاب کے کلام میں مل گئی انھوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو ایک خط میں تحریر فرمایا:

Marfat.com

امابعد!

نظامِ قضا کا قیام ایک محکم فریضہ اور ایک ایسی سنت ہے جس کا ہمیشہ اتباع کیا گیا ہے لہذا جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہو تو تم اس کو اچھی طرح سمجھ لو اس لئے کہ اس حق کے اظہار کا کوئی فائدہ نہیں جس کا نفاذ نہ ہو، اگر تم نے کل کوئی فیصلہ کیا ہے اور آج تم نے اس پر دوبارہ غور و فکر کیا ہے اور تم کو راہِ راست کی طرف راہنمائی حاصل ہو گئی ہے تو محض یہ بات کہ تم کل ایک فیصلہ کر چکے ہو تمہیں ہرگز ہرگز حق کی طرف رجوع کرنے سے باز نہ رکھے اس لئے کہ یاد رکھو حق ایک اٹل حقیقت ہے اور یاد رکھو کہ باطل پر اڑے رہنے سے کہیں بہتر ہے کہ حق کی طرف رجوع کر لیا جائے۔ جن معاملات میں قرآن و سنت کی کوئی ہدایت موجود نہیں اور وہ تمہارے دل میں کھٹکتے ہیں انکے بارے میں خوب غور و فکر اور سمجھ بوجھ سے کام لو۔ ایسے نئے مسائل حل کرنے کے لئے تم پہلے قرآن و سنت میں موجود ملتے جلتے مسائل اور ان اصولوں سے واقفیت حاصل کرو اور پھر نئے معاملات کو ان اصولوں پر قیاس کر لو، اس کے بعد جو حل تمہاری رائے میں، اللہ کو زیادہ محبوب، اس کی مرضی کے زیادہ قریب اور حق سے زیادہ مشابہ معلوم ہو اسے اختیار کر لو۔

(ایک پیراگراف موجود نہیں)

اس علم کا مطالعہ طالب علم کو تخریج مسائل کے طریقے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اسے اس بات کا اہل بناتا ہے کہ فروع و جزئیات کے ماخذ کی تصویب یا تضعیف کر سکے۔ نیز اس علم سے ہر فقہی مسلک والا شخص اپنے مذہب کے قواعد اور ان کی تفریعات کا استحضار کر لیتا ہے اور اسے دلائل کو سلیقہ کے ساتھ پیش کرنے اور نکھارنے کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں اسے اصحاب تخریج کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ اپنے فقہی مسلک کے دائرہ میں اجتہاد کا دروازہ اس کے لئے کھل جاتا ہے اور اگر اس کے اندر

Marfat.com

اجتہاد کی شرطیں پائی جاتی ہیں تو الحاق وقیاس کے ذریعہ اس کے لئے اجتہاد مطلق کا دروازہ کھل جاتا ہے یہ اس کی جدوجہد اور اس کی فن کی ممارست پر موقوف ہے۔

جو مقلد اپنے اندر اجتہاد کی اہلیت وہمت نہیں پاتا اسے ان قواعد کے مطالعہ اور اس کی تفریعات سے آگاہ ہونے کی بنا پر اپنے ان اعمال وعبادات پر پورا اطمینان اور شرح صدر ہو جاتا ہے جن میں وہ کسی امام کی پیروی کر رہا تھا۔ کیونکہ اسے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کے امام کے یہاں کوئی اصل یا قاعدہ ہے جس کی بنیاد پر امام نے اس عمل کا حکم بیان کیا۔ کیونکہ مجتہدین نے اصول پر فروع کی بنیاد رکھی اور مسائل کی تخریج کرنے والوں نے ایک خاص طرز پر مسائل کی تخریج کی ہے۔ اس خاص طرز میں اس بات کا التزام رکھا گیا کہ تخریج کرنے والوں میں ایسی علمی صلاحیتیں اور اجتہادی اہلیتیں ہوں کہ وہ مذہب میں منصوص مسائل پر قیاس کر کے نئے نئے حوادث کے احکام معلوم کر سکیں یا نئے مسائل کو اس اصل اور قاعدہ کے ساتھ مربوط کر سکیں جو اس طرح کے مسائل کی بنیاد ہے، ایسی صورت میں دل میں اطمینان پیدا ہوتا ہے اور لگا ہیں۔

قرافی لکھتے ہیں "جب آپ یہ محسوس کریں کہ احکام کی تخریج شریعت کے قواعد پر ہو رہی ہے اور تمام مسائل کے احکام شریعت کے مآخذ پر مبنی ہیں تو ان احکام پر عمل کرنے کیلئے طبیعتیں زیادہ آمادہ ہوتی ہیں اور شریعت کا لباس پہننے پر دلوں میں سرور پیدا ہوتا ہے[1]۔

یہ علم طالب علم کو اجتہاد کے دروازوں پر پہونچاتا ہے اور اجتہاد کی ان راہوں تک لے جاتا ہے جن پر مجتہدین اُمت گامزن رہے، بکھرے مسائل وجزئیات کو مختصر سے لفظ میں (جس کو یاد کرنا اور محفوظ رکھنا آسان ہوتا ہے)

---

[1] ملاحظہ ہو الذخیرۃ: قرافی جلد اول ص ۳۲ کلیۃ الشریعۃ جامعۃ الأزہر۔

سمیٹ دینے کی وجہ سے کافی وقت بچاتا ہے۔

ابن نجیم حنفی نے تو ان قواعد ہی کو فقہ اور مصالح فقہیہ کے اصول قرار دیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں: درحقیقت یہی قواعد فقہ کے اصول ہیں"، پھر ابن نجیم ان قواعد کو سیکھنے کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ان قواعد کے ذریعہ فقیہہ درجۂ اجتہاد تک ترقی کر جاتا ہے اگرچہ فتوی ہی میں اجتہاد کا مقام ہے[1] کیونکہ ان قواعد کے ذریعہ فقیہ کو ایسا حکم کلی معلوم ہو گیا جس کے اندر ہر فرعی مسئلہ داخل ہو جاتا ہے۔ حکم کی علت پائی جانے کی وجہ سے۔

یہ علم طالب علم سے صبر و عزیمت کا طالب ہے اس علم کا سیکھنا اتنا آسان نہیں ہے کہ کم ہمت یا سست لوگ بھی اس پر عبور حاصل کر سکیں۔ بلکہ یہ علم انھیں لوگوں کو حاصل ہو سکتا ہے جن میں غیر معمولی جد و جہد کی صلاحیت ہو اور جو اس علم کو پوری فہم اور گہرائی کے ساتھ برابر پڑھتے رہیں۔ اس علم کے ثمرات حاصل کرنے اور اس کے مسائل کی مختلف شاخوں سے بہرہ ور ہونے کے لئے ذہانت و مہارت کی ضرورت ہے اور یہ چیز اسی شخص کو حاصل ہو گی، جو پورے طور پر اس علم کے حصول کے لئے کمربستہ ہو جائیں اور ذہنی رکاوٹوں اور آلائشوں سے اپنے آپ کو الگ کر لیں، یہ ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کے دلوں میں چاہتا ہے۔ روشن کرتا ہے۔

سیوطی اور ابن نجیم دونوں حضرات نے اس علم میں مشغول ہونے کی شرطوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے "میری عمر کی قسم! یہ علم محض تمنا کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی الفاظ کی بازیگری سے۔ اسے حاصل کرنے میں وہی شخص کامیاب ہو سکتا ہے جو کمربستہ ہو کر مکمل طور پر جد و جہد کرے اور اپنے اہل و عیال سے یکسو ہو جائے، سمندروں میں غواصی کرے اور تاریک راتوں میں اہل علم کے دروازوں

---

[1] ملاحظہ ہو الاشباہ والنظائر: ابن نجیم ص ۱۵

Marfat.com

کا چکر لگاتا رہے. صبح و شام تکرار و مطالعہ میں مشغول رہے، اپنے آپ کو شب و روز تصنیف و تالیف کے لئے وقف کر دے. اس کی توجہ صرف اس پر ہو کہ علم کی گتھی سلجھاتا رہے اور مشکل مسائل کو حل کرتا رہے. علم کی فضاؤں میں منڈلاتا رہے اور قابو میں نہ آنے والے مسائل کا شکار کرتا رہے. پر مشقت ہولناک بیابانوں کو عبور کر لے، اور علم کے بند دروازوں کو کھولے. جب کہ غبی لوگ اس کے کھولنے سے عاجز ہوں. اس کے اندر پرکھنے کی ایسی صلاحیت ہو کہ وہ کھرے کھوٹے میں تمیز کرلے اور ایسی نگاہ رسا ہو کہ آراء کے اختلاف کی صورت میں تفکر اور قوتِ فیصلہ کے ذریعہ کوئی فیصلہ کر سکے. انبیاء کی ہلمع سازی اسے متاثر نہ کر سکے اور اس کی فہم ایسی تیز اور دور بیں ہو کہ اگر مسئلہ کوہِ قاف کے پیچھے ہو تو اسے پھاڑ کر اصل مسئلہ تک پہونچ سکے، ان تمام باتوں سے اہم بات یہ ہے کہ بندہ خود اس پر قادر نہیں کہ اپنے اندر اس علم کی صلاحیتیں پیدا کر سکے بلکہ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے[1].

اس علم میں گہرائی اور گیرائی پیدا کرنا اور اسے سیکھنے کے لئے طبیعتوں کو ابھارنا، اس علم کے مقاصد تک پہونچنے کے لئے دل کو آمادہ کرنا بہت ضروری ہے. اسی طرح اس علم میں فقہاء مجتہدین کے اصول و قواعد اور مناہج و اجتہاد نیز طریق استنباط سے مدد لینا بہت اہم اور نتیجہ خیز ہے[2].

(ب) ان قواعد کا دوسرا وظیفہ جس سے ہم بحث کریں گے یہ ہے کہ یہ قواعد فقہی فروع پر حاکم ہیں یا ان کی حیثیت فروع کو ثابت و مؤکد کرنے والے کی ہے۔

ا باب اول میں اہل اصول فقہ کے مناہج پر گفتگو کرتے ہوئے ہم نے

---

[1] ملاحظہ ہو الاشباہ والنظائر: سیوطی ص۲ طبع عیسیٰ الحلبی، اور الاشباہ والنظائر ابن نجیم ص۲ طبع مؤسسۃ الحلبی، [2] مقدمہ ڈاکٹر تیسیر فائق: المنثور فی القواعد للزرکشی ص ۳۲-۳۹

Marfat.com

لکھا تھا کہ متکلمین کے طریقہ و منہج میں یہ اصول فروع کے لئے معیار و پیمانہ اور ان پر حاکم مانے جاتے ہیں، جبکہ احناف کے طریقہ و منہج میں ان اصولوں کی حیثیت فروع پر حاکم کی نہیں بلکہ یہ اصول محض فروع کو ثابت و مؤکد کرنے کے ذرائع ہیں[1]۔

یہی بات جو اصول فقہ کے بارے میں کہی گئی ہے اسی سے ملتی جلتی بات قواعدِ فقہیہ کے بارے میں کہی جا سکتی ہے کہ ان میں سے بعض قواعد فروع پر حاکم ہیں اور دوسرے بعض فروع کو ثابت و مؤکد کرنے والے ہیں۔ قواعدِ فقہیہ میں سے جن قواعد کی اصل کتاب و سنت میں موجود ہے وہ قواعد فروع پر حاکم ہیں اور ان کی حیثیت قابلِ استدلال دلیل کی ہے کیونکہ ان قواعد سے استدلال کرنا دراصل ان کی اصل سے استدلال کرنا ہے ان کے سوا جو دوسرے قواعد فقہیہ ہیں ان کی حیثیت محض شاہد کی ہے جسے تائید میں پیش کیا جا سکتا ہے حکمِ فقہی کی دریافت میں تنہا ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

بعض فقہاء نے متنبہ کیا ہے کہ فقہی قاعدہ سے حکم کا استخراج نادرست منہج ہے، کیونکہ قواعد سے فروع کی تخریج مطرد ہے عام نہیں[2] لیکن قرافی کی رائے یہ ہے کہ اگر قاضی کا فیصلہ کسی ایسے قاعدہ کے مخالف ہو جس کا کوئی معارض نہیں ہے تو اس فیصلہ کو توڑ دیا جائے گا اسی طریقہ سے ابن عرفہ (متوفی ۸۰۳ھ) کی رائے یہ تھی کہ قاعدہ کی بنیاد پر حکم لگانا درست ہے[3]۔

۲ مجلۃ الاحکام العدلیہ مرتب کرنے والی کمیٹی نے مجلۃ کے ساتھ جو یادداشت تیار کی تھی اس میں اس موضوع کو چھیڑا گیا ہے اور اشارہ کیا گیا ہے کہ ان قواعد کو فروع پر حاکم نہ مانا جائے چنانچہ اس یادداشت میں ہے:

---

[1] محمد ابو زہرۃ: سابق ماخذ ص ۱۱۹-۲۱۱

[2] ابن فرحون: الدیباج نیز شیخ زنیتی العبد

[3] قرافی: الفروق ج ۴ ص ۲۰۴، ۲۰۵، المطاب: مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل ج ۶ ص ۲۱۔

Marfat.com

"شریعت کے حکام جب تک انھیں کوئی نقل صحیح نہ مل جائے محض ان قواعد میں سے کسی قاعدہ کی بنیاد پر فیصلے نہ کریں. مگر اتنی بات ضرور ہے کہ مسائل کو منضبط کرنے میں ان قواعد کا کلی فائدہ ہے..."

اس عبارت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جن قواعد کا ماخذ کتاب وسنت کی کوئی دلیل (نقل صریح) ہے ان کی بنیاد پر قاضی فیصلے کر سکتا ہے ان کے سوا بقیہ قواعد کا کام مسائل کو منضبط کرنا ہے۔

۳ ـــــ لیکن دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ استاذ علی حیدر نے مجلۃ الاحکام العدلیہ کی شرح میں مجلہ کمیٹی کی اس سابق الذکر رائے کی وضاحت کرنے کے بعد اپنی شرح میں جزئیات کا حکم جاننے کے طریقے کے بارے میں ایک ایسا مذہب اختیار کیا ہے جس میں قاعدہ فقہیہ محض مسائل کو منضبط کرنے کے لئے نہیں ہے، بلکہ اسے استخراج حکم کی بنیاد بھی قرار دیا ہے، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں۔

"قاعدۂ کلیہ سے جزئیات کا حکم جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً "القدیم علی قدمہ" (پرانی چیز اپنی پرانی حالت پر مانی جائے گی) یہ ایک قاعدۂ کلیہ ہے، اور اس کا جزئیہ مثلاً یہ ہے کہ زید کے مکان کا راستہ پرانا ہے اب عمومی قاعدہ سے یہ حکم نکالا جائے گا کہ چونکہ زید کے گھر کا راستہ پرانا ہے اس لئے اس کا پرانی حالت پر باقی رہنا واجب ہے اس لئے کہ پرانی چیز اپنی پرانی حالت پر باقی رہتی ہے. اسی طرح دوسری مثالیں فرض کرلی جائیں[1]۔

استاذ علی حیدر نے جو مثال بیان کی ہے اس سے یہ بات واضح ہے کہ القدیم علی قدمہ کا قاعدہ ان قواعد میں سے نہیں ہے جو نقلِ صریح پر مبنی ہیں اس کے باوجود انھوں نے اس قاعدہ کی تطبیق اس طرح سے کی ہے

---

[1] علی حیدر: درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام ص ۱۰، ۱۵، ۱۷

Marfat.com

جیسے کہ یہ قاعدہ فیصلہ کن ہو محض ثابت کرنے والا معیار نہ ہو۔
۴ ـــــ کیا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ عملی اعتبار سے قواعد کی تطبیق میں فقہاء نے یہی روش اختیار کی ہے؟ اور فقہا کا یہ قول کہ قواعد کی بنیاد پر حکم نہیں لگایا جائے گا محض نظری قول ہے؟ جس کا مقصد اجتہاد سے توجہ پھیرنا یا کم از کم اجتہاد کا دروازہ بند کرنے کے سلسلے میں اس زمانہ کا جو عمومی رجحان تھا اس کا ساتھ دیتے ہوئے اجتہاد کی حوصلہ افزائی نہ کرنا ہے؟
۵ ـــــ قواعد کے سلسلہ میں فقہاء کا جو بھی جواب ہو لیکن جہاں تک ضوابط کا تعلق ہے ان کا کام مسائل فرعیہ کو منضبط کرنے اور مستثنیات کو بیان کرنے میں منحصر ہے جیسا کہ ہم قاعدہ اور ضابطہ کے درمیان فرق بیان کرتے وقت واضح کر چکے ہیں۔
(ج) مذکورہ بالا شرعی علوم تیسرا جو کام انجام دے سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ فقہی نظریہ سازی کے عمل میں مددگار رہوں گے۔
۱ ـــــ شیخ مصطفٰے احمد زرقاء نظریات فقہیہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں، "فقہ کے اساسی نظریات سے ہماری مراد وہ بڑے بڑے دستور اور مفاہیم ہیں جن میں سے ہر ایک ایسا قانونی نظام تشکیل دیتا ہے جو نظام فقہ اسلامی کے جسم میں اس طرح پھیلا ہوا ہے جس طرح مختلف قسم کے اعصابی نظام، انسانی جسم کے مختلف اطراف اور گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اس نظام کے عناصر اس موضوع سے تعلق رکھنے والے مختلف احکام میں حکمراں ہیں۔ مثلاً ملکیت اور اسباب ملکیت کا نظریہ، عقد، قواعد عقد اور نتائج عقد کا نظریہ، اہلیت کا نظریہ اور اس کی مختلف قسمیں، مراحل اور عوارض۔ نیابت اور اس کے اقسام کا نظریہ، باطل، فاسد اور موقوف ہونے کا نظریہ، قولی تصرف میں تعلیق، تقیید اور نسبت کا نظریہ، ضمان، اسباب ضمان، اقسام ضمان کا نظریہ، عرف کا نظریہ اور التزامات کی تحدید میں اس کی حکمرانی اس طرح دوسرے بڑے نظریات جن پر اسلامی فقہ کا شاندار محل تعمیر ہوا ہے۔ اور تمام فقہی مسائل و حوادث کے حل میں انسان ان نظریات کے

اثرات سے دوچار ہوتا ہے۔

یہ نظریات فقہی قواعدِ کلیہ کے علاوہ ہیں کیونکہ یہ قواعدِ فقہیہ دراصل ایسے فقہی اصول وضوابط ہیں جن کی رعایت جدید مسائل کے احکام کی تخریج میں ان بڑے نظریات کے حدود میں رہتے ہوئے کی جاتی ہے مثلاً العبرۃ فی العقود للمقاصد والمعانی (عقود میں مقاصد ومعانی کا اعتبار ہے) کا قاعدہ نظریہ عقد کے وسیع میدان کے ایک مخصوص گوشہ میں ایک ضابطہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہی حال دوسرے قواعد کا ہے"۔[1]

۲ ـــــ ان اساسی فقہی نظریات کے پہلو بہ پہلو (جن کی چند مثالیں شیخ زرقاء نے بیان کی ہیں) فقہ کے اقسام وابواب ہیں۔ دوسرے فرعی نظریات بھی پائے جاتے ہیں جس طرح ان اساسی فقہی نظریات کے اوپر اسلامی شریعت کا عمومی نظریہ کل کی حیثیت سے پایا جاتا ہے جس کا دائرہ متعین کرنے کی کوشش ہم انشاء اللہ ایک الگ کتاب میں کریں گے۔

۳ ـــــ اس سے پہلے ہم فقہ کے اساسی اور فرعی نظریات کا مادہ تیار کرنے میں فنِ جمع کی اہمیت بیان کر چکے ہیں فن جمع کا آغاز اگرچہ اس طرح ہوا تھا کہ اس میں مختلف فقہی ابواب سے ایک ہی موضوع سے متعلق مواد کو انسائیکلوپیڈیائی انداز میں جمع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، مگر اکثر اوقات اس کوشش کے نتیجہ میں ایسے قواعد وضوابط حاصل ہوتے ہیں جو فقہی نظریہ کی تکوین میں مددگار ہوتے ہیں۔

۴ ـــــ اسی طرح علمِ فروق بھی ان دقیق فروق کی وضاحت میں معاون ہوتا ہے جن کی بنا پر مسائل ایک دوسرے سے متمیز ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی نظریہ سازی کی تحریک کے لئے اہم لوازم میں سے ہے۔

---

[1] زرقاء: المدخل الفقہی العام ج ۱ ص ۲۵۰، ۲۵۱۔

Marfat.com

۵ ـــــ جہاں تک قواعد فقہیہ کا تعلق ہے تو فقہی نظریہ سازی کی تحریک میں ان کی اہمیت شک و شبہ سے بالاتر ہے خصوصاً اس وقت جب کہ ہم ان قواعد کو تدریجیت کے اعتبار سے تقسیم کریں اور ہر سطح کے قواعد کو اس کی سطح کے نظریہ سازی کے عمل میں استعمال کریں۔ اور ہم اپنے کو انھیں قواعد تک محدود نہ رکھیں جن کا دائرہ فقہ کے ایک ایک باب تک محدود ہے جن کے بارے میں شیخ زرقاؤنے کہا ہے، کہ ان کی حیثیت نظریہ کے وسیع میدان کے ایک مخصوص گوشہ میں پائے جانے والے ضوابط کی ہے، قواعد فقہیہ میں یہ ترتیب اس طریقہ پر قائم ہو گی جس کی طرف ہم نے تطویر کے عنوان کے تحت اشارہ کیا ہے اور تھوڑی دیر بعد مستقبل پر ایک نظر کے عنوان سے دوبارہ اس پر بحث کریں گے۔

۶ ـــــ سب سے آخری بات یہ ہے کہ اختلافِ فقہاء کا علم فقہی نظریہ سازی کے میدان میں اہم خلا پُر کرتا ہے کیونکہ یہ علم متعین فقہی مذہب کی سطح پر یا پوری فقہ اسلامی کی سطح پر فقہی نظریہ کے تصور میں مدد دیتا ہے، اس کے نتیجہ میں فقہی نظریات کو بڑی علمی ثروت حاصل ہوتی ہے۔ مختلف نقطہ ہائے نظر اور پیش آنے والے مسائل کے مختلف حل نظر آتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں فقہی نظریہ زیادہ اچھے انداز میں فقہ اسلامی کے مجموعے کی نمائندگی کرتا ہے۔

(د) اسلامی شریعت کی قانون سازی کی تحریک پر قواعد فقہیہ اور علم اختلاف فقہاء کی تحقیق اور مطالعہ کے اثرات کا جائزہ لینے کے لئے ہمیں تھوڑا وقت صرف کرنا چاہیئے۔

۱ ـــــ پہلے ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ فقہاء کے ذکر کردہ بہت سے قواعد محض الفاظ کی تراش خراش کے اعتبار سے قواعد ہیں۔ درحقیقت وہ قواعد جزئی احکام ہیں جنھیں ایسی عمومی عبارت کا جامہ پہنا دیا گیا ہے جس میں تجریدیت اور مضبوطی ہے احکام جزئیہ کی سطح پر فقہا کا یہی عمل قانون سازی ہے کیونکہ اس طرح کے قواعد اسلامی شریعت کو جدید قانونی اسلوب میں ڈھالنے کے سلسلے میں

Marfat.com

بہت مفید ہیں۔

۲ ـــــ یہی حال ان دوسرے قواعد کا ہے جو چند جزئی حالات پر منطبق ہوتے ہیں۔ چونکہ ان قواعد کو اسلامی شریعت کی قانون سازی کے مختلف اقسام وابواب میں سمو دینا فقہ کی ہر قسم اور ہر باب کے عمومی دائرہ کی تحدید میں بہت مفید ہوگا اور مفصل قانونی نصوص کے کافی نہ ہونے کی صورت میں ان قواعد کی طرف رجوع بہت سود مند ہوگا۔ اس طرح یہ عمومی قواعد قاضیوں کے لئے اور احکامِ شرعیہ کی تشریح و تطبیق میں اشتغال رکھنے والوں کے لئے ماخذ بن جائیں گے۔

۳ ـــــ اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے اس جانب بھی اشارہ کرنا مناسب ہے کہ مجلۃ الاحکام العدلیہ میں جس انداز میں مثالیں اور تشریحات لائی گئی ہیں وہ طریقہ قانون سازی کے جدید اصولوں سے ہم آہنگ نہیں ہے بلکہ تعلیمی اسالیب سے قریب تر ہے اور ہر مقام کیلئے مخصوص طرزِ کلام ہوتا ہے

۴ ـــــ اسلامی شریعت کی قانون سازی کی تحریک خواہ ایک ملک کی سطح پر ہو یا تمام بلاد عربیہ یا بلاد اسلامیہ کی سطح پر ہو اس تحریک کی تیاری کے لئے علم اختلاف فقہاء اور فقہِ اسلامی کے تقابلی مطالعہ کی اہمیت بہت واضح ہے۔

ماضی قریب میں مسلم پرسنل لا کے بارے میں قانون سازی کی جو تحریکیں برپا ہوئیں انھوں نے تقابلی مطالعات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مملکت میں مروج فقہی مذہب کے باہر سے بعض احکام لئے اسی طرح احوالِ شخصیہ کے قانون یا سول قانون کے سلسلے میں عرب لیگ نے تمام بلاد عربیہ کے لئے یکساں قوانین کا منصوبہ بنایا اس میں بھی فقہ اسلامی کے تقابلی مطالعات پر بڑا اعتماد کیا گیا ہے۔

(ہ) قواعدِ فقہیہ بول کر اگر ہم قاعدہ سے مراد وہ کلی قضیہ لیا کریں جس سے اس کی جزئیات کے احکام معلوم ہوتے ہیں تو اس کے بالمقابل وضعی قوانین میں جو چیز ہے اسے قانونی مبادی کا نام دیا جاتا ہے۔

ماہرین قانون نے مبدأ کی تعریف اس طرح کی ہے کہ مبدأ قانونی وہ چیز ہے جس کی تطبیقات کی کوئی حد نہ ہو جب کہ فردی قاعدۂ قانونی وہ ہوتا ہے

جسے متعین تعداد میں پائے جانے والے اعمال یا واقعات کے لئے وضع کیا گیا ہو۔
۱ــــ اس تشریح کے اعتبار سے مبدأ فردی کی تشریح کے لئے اسی مبدأ قانونی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے جس کا ایک فرد وہ قاعدہ بھی ہے۔
اسی طرح اگر فردی قاعدہ کسی عمومی مبدأ سے استثناء کی حیثیت رکھتا ہو تو اس کی تطبیق کا دائرہ وسیع نہیں کیا جائے گا۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ قانونی مبادی قانون کے اندر لچک پیدا کرتے ہیں کیونکہ مبادی روح قانون کو قانون کے الفاظ پر غالب کرتے ہیں۔ اور فطرتِ سلیمہ کو قانونی الفاظ کے تقاضوں کی پابندی سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں[1]۔
۲ــــ قانونی مبادی ملکی قوانین کے دائرہ میں جو ذمہ داریاں انجام دیتے ہیں ان کے پہلو بہ پہلو ایسے عام قانونی مبادی کی ضرورت پیدا ہوگئی ہے جو بڑے بین الاقوامی نظامہائے قانون کے درمیان متعارف اور مسلم ہیں۔ انھیں بین الاقوامی قوانین میں سے اسلامی شریعت بھی ہے۔ عالمی نظامہائے قانون کے درمیان ان مشترک مبادی کی طرف اس قانون کا ایک ماخذ ہونے کی حیثیت سے رجوع کیا جاتا ہے جسے بین الاقوامی عدالت اپنے تاسیسی نظام کے تحت (دفعہ ۳۸ ج) نافذ کرتی ہے۔
اسلامی شریعت عالمی نظامہائے قانون میں سب سے زیادہ اس اعتبار سے ترقی یافتہ ہے کہ اس نے اپنے مبادی کو اس انداز میں قواعد کی شکل میں ڈھال دیا ہے جس طرح ہم نے قواعد اور اس کے مختلف اقسام کی بحث میں لکھا ہے'
۳ــــ جن حضرات کو قانون شریعت عصری قانون اور بین الاقوامی قانون میں مہارت حاصل ہے ان کے کندھوں پر یہ ذمہ داری مائد ہوتی ہے کہ وہ ان فقہی قواعد کو آشکارا کریں، ان کا تعارف کرائیں تاکہ بین الاقوامی میدانوں میں ان

---

[1] ڈاکٹر عبدالحی حجاری: المدخل لدراسۃ العلوم القانونیۃ ص ۲۹۳ - ۲۹۰

Marfat.com

قواعد کی طرف رجوع آسان ہو جائے اس طرح اسلامی شریعت کے یہ قواعد انسانیت کی ہدایت کا اہم کام انجام دیں اور انھیں عملی طور پر برتنے سے اسلامی شریعت کے مبادی بلندی اور ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے اس کی صلاحیت ثابت ہو۔

۴ ـــــ اس سلسلہ میں ایک اہم تمہیدی کام یہ ہے کہ فقہ اسلامی کے مختلف مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا جائے پھر مذاہب فقہیہ کے مجموعے کا بڑے بین الاقوامی نظامہائے قانون سے تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ ان نظامہائے قانون کے درمیان متعارف عام مبادی کو علٰحدہ کیا جاسکے، اس تقابلی مطالعہ کا فائدہ یہ ہوگا کہ اسلامی شریعت چونکہ مکمل اور مالا مال ہے اس لئے قانون کے جن میدانوں میں وضعی قوانین خاموش ہیں یا وضعی قوانین میں خلا ہے، اس سلسلے میں اسلامی شریعت کا پیش کردہ حل وہ لوگ قبول کریں گے جو معروضی انداز میں نظامہائے قوانین کا مطالعہ کرتے ہیں۔

(و) علم اختلاف فقہاء کے تحقیق و مطالعہ کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ یہ بات اجاگر ہو جاتی ہے کہ فقہاء کے درمیان اختلاف خواہشِ نفس اور شہوت کی بنیاد پر نہیں تھے بلکہ اس کے واقعی اسباب تھے جن کا ظہور ان اصولوں اور مناہج کے اختلاف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جن پر وہ فقہا اعتماد کرتے تھے۔ اسی طرح کے دوسرے سنجیدہ علمی اسباب تھے۔

اس زمانہ کی ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ اختلاف کے آداب سیکھے جائیں اور ان کی عملی مشق کی جائے علم اختلاف فقہاء کا مطالعہ اس سلسلے میں بھی بہت معاون ہوگا۔

(۲) مستقبل پر ایک نظر

سابقہ جائزہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عصر حاضر کی تحقیقات و مطالعات

تیز رفتاری کے ساتھ اس جانب قدم بڑھا رہی ہیں کہ موجودہ زندگی کے تمام گوشوں کے سلسلے میں اسلام کا حکم ایسے انداز سے بیان کر دیا جائے کہ علم و آگہی کی ہر شاخ کے بارے میں اسلام کے مخصوص نظریات کی وضاحت ہو جائے۔

(الف)

یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ تحقیقات یکساں تیز رفتاری ہمہ گیری اور گہرائی کے ساتھ تمام میدانوں میں نہیں ہو رہی ہیں بعض پہلوؤں کے بارے میں واضح طور پر زیادہ کام ہوا ہے مثلاً مالی معاملات اور پرسنل لا کے بارے میں جبکہ بعض دوسرے میدانوں میں جس قدر توجہ مطلوب تھی وہ نہیں دی گئی مثلاً سیاسی علوم، علومِ نشر و اشاعت، فنون وغیرہ۔

یہاں اس کی گنجائش نہیں ہے کہ ان میدانوں اور پہلوؤں کی تفصیلی نشاندہی کی جائے جن میں تحقیق و مطالعہ کی ضرورت بدستور باقی ہے۔ یہ عمل خود ان اعمال میں سے ہے جسے شروع ہونا چاہیئے، اسی کو جائزاتی مرحلہ کہتے ہیں۔

(ب)

یہ بات بھی ضروری ہے کہ ہم یہاں اس جانب اشارہ کریں کہ ان نقائص اور خلا کا پُر کرنا تحقیقات و مطالعات کے عمل سے بظاہر محسوس طور پر کامل ہو جاتا ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ بعض ماہرین اس چیز کا جائزہ لیتے رہیں کہ یہ تحقیقات مطلوبہ معیار کو پورا کرتی ہیں یا نہیں۔ قابلِ اطمینان ہیں یا نہیں۔ بعض تحقیقات میں اگر کچھ مزید تکمیل اور استقصاء کی ضرورت ہو تو اسے بھی واضح کریں۔

(ج) معاون اعمال:

ایک اہم ترین چیز جس پر توجہ دینا اور اسے اولیت دینا مناسب ہے یہ ہے کہ مطلوبہ تحقیقات و مطالعات کو آسان بنانے کے لئے کچھ ایسے کام کئے جائیں جو اس میں معاون ہوں:

ان معاون اعمال میں سے ایک یہ ہے کہ اسلامی علوم کی متعدد اہم ترین

کتابیں جو ابتک اشاعت سے محروم ہیں انھیں ایڈٹ کرکے شائع کیا جائے اسی طریقہ سے علومِ اسلامیہ کے موسوعات، ڈکشنریوں اور فہرستوں کی تیاری بھی بہت ضروری ہے، تاکہ وہ لوگ جنھیں جدید علوم میں مہارت حاصل ہے وہ اسلامی علوم کی بنیادی کتابوں سے آسانی استفادہ کرسکیں۔

ایک اہم کام یہ ہے کہ تمام فقہی قواعد کو جمع کرکے انھیں اس انداز سے تقسیم کیا جائے کہ ان کی روشنی میں پوری اسلامی شریعت کی سطح پر عمومی نظریات وضع کئے جاسکیں، اسی طرح شریعت کی ہر قسم اور ہر باب کی سطح پر بھی نظریہ سازی ہوسکے۔

(د)

فقہ کی شاخوں میں سے ہر شاخ کے بارے میں خصوصًا، اور تمام علوم شرعیہ کے بارے میں عمومًا تالیف کا کام مکمل ہونے کے بعد علم فقہ کی ہر شاخ کے بارے میں ایک جامع کتاب تالیف کی جائے جس میں اس شاخ کے خاص نظریہ کو پوری جامعیت کے ساتھ بیان کیا جائے، مختلف مذہبی آراء کو پابندی سے واضح کیا جائے کسی متعین فقہی مذہب پر اکتفا نہ کیا جائے۔ اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تحقیق کرنے والا اپنے نزدیک راجح رائے کو ترجیح کے دلائل بیان کرنے کے ساتھ ترجیح دے۔ اور اس موضوع کے بارے میں فقہاء اسلام کی آراء کے درمیان موازنہ کرے اسی طرح فقہاء اسلام کی آراء کا موازنہ غیر اسلامی نظریات ورجحانات کی آراء کے ساتھ کرے۔

(ح) ان سب کاموں کے بعد اسلامی شریعت کی قانون سازی کا مرحلہ آتا ہے، قانون سازی کا یہ عمل بھی تین مرحلوں میں انجام دیا جائے گا۔

ا ـــــ ہر ملک کے مسلمانوں کے حالات کا مطالعہ وتحقیق تاکہ ان کی عملی ضروریات عرف وعادات اور مشکلات کا علم ہوسکے، کیونکہ ہر ملک کے مسلمانوں کی ضروریات وعادات اور مشکلات ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ یہاں ہم کو دو راہوں

میں سے کوئی ایک راہ اپنانی پڑے گی، پہلی راہ تو یہ ہے کہ تمام مسلم ممالک کے لئے یکساں قوانین بنائے جائیں۔ دوسری راہ یہ ہے کہ قانون سازی کا ایک اصولی اور رہنمایانہ دائرہ طے کرنے پر اکتفا کیا جائے جس کے اندر رہتے ہوئے ایک ملک کے قوانین دوسرے ملک سے بعض معاملات میں مختلف ہوسکیں۔ عرب لیگ نے پہلا راستہ اپنایا ہے یعنی پرسنل لا، سول قانون تجارت اور سزاؤں کے قوانین میں قانون کی وحدت کا رخ، لیکن ابھی تک عرب لیگ ان قوانین میں سے کسی قانون میں وحدت پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی۔ مشترک یورپین منڈی کی تنظیم دوسرا راستہ اپنایا ہے چنانچہ اس تنظیم کے مشترک ادارے قوانین کے لئے جو رہنمایانہ دائرے اور اصول متعین کرتے ہیں، ان کی روشنی میں یورپین ممالک کے قوانین میں ایک طرح کی یکسانیت پیدا ہوگئی ہے۔ اس کے نتیجہ میں یورپین قانون درحقیقت کسی ایک متعین قانون کا نام نہیں ہے بلکہ قانون کے ہر میدان میں رہنمایانہ اصولوں اور دائروں کا ایک مجموعہ ہے، ممالک یورپ اپنے قوانین میں ایسی تبدیلیاں کرنے کے پابند ہیں جو ان ضوابط سے ہم آہنگ ہوں۔

۲ ـــــ اس کے بعد ہر اسلامی ملک میں ان احکام کو اختیار کرنے کا معاملہ آئے گا جنھیں اس ملک میں اختیار کیا جانا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ طے رہنمایانہ اصول وضوابط کے دائرہ میں فقہ اسلامی کی مختلف آراء میں سے کچھ آراء کو منتخب کرنا۔

۳ ـــــ سب سے آخر میں ان قوانین کو قانونی الفاظ میں منضبط طور پر ڈھالنے کا مرحلہ آتا ہے، اختیار کردہ احکام کو قانونی الفاظ واسلوب میں ڈھال کر قانونی مجموعے تیار کئے جائیں اور ہر اسلامی ملک کے نظم کے اعتبار سے ان مجموعوں کی اشاعت اور تطبیق کی جائے۔

مآخذ و مصادر

مصنفین کے ناموں کے آخری جزء کے اعتبار سے مآخذ کی یہ فہرست تیار کی گئی ہے، لفظ ابن، ابو اور آل کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، یہ فہرست صرف اہم مراجع کی ہے دوسرے مراجع کی طرف اصل کتاب اور اس کے حواشی میں اشارہ کر دیا گیا ہے۔

اسنوی، (متوفی ۷۷۲ھ)

۱ ـــــ التمہید فی استخراج المسائل الفروعیۃ من القواعد الاصولیۃ۔

۲ ـــــ الکوکب الدرّی فی تخریج الفروع الفقہیۃ علی المسائل النحویۃ، تحقیق ڈاکٹر عبدالرزاق سعدی۔

اطفیش، محمد بن یوسف (متوفی ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء):

۳ ـــــ شرح النیل وشفاء العلیل۔

باز، سلیم رستم (متوفی ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء)

۴ ـــــ شرح المجلّۃ

بجنوری، سید میرزا حسن موسوی (معاصر)

۵ ـــــ القواعد الفقہیۃ۔

بحیری، محمد عبدالوہاب (معاصر):

۶ ـــــ الحیل فی الشریعۃ الاسلامیۃ وشرح ما ورد فیہا من الآیات والاحادیث۔

تلمسانی، محمد بن احمد مالکی (متوفی ۷۷۱ھ):

۷ ـــــ مفتاح الاصول إلی بناء الفروع علی الاصول:

ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ)

۸ ـــــ قاعدۃ العقود،

ابن جزی (متوفی ۷۵۸ھ)

۹ ـــــ القوانین الفقہیہ

جزیری عبدالرحمٰن (معاصر)

۱۰ ـــــ الفقہ علی المذاھب الاربعۃ،

جصّاص، رازی (متوفی ۳۷۰ھ)

۱۱ ـــــ الفصول فی الاصول۔ تحقیق: ڈاکٹر عجیل نشمی، طبع وزارۃ الاوقاف الکویتیۃ۔

ابن الجوزی (متوفی ۵۹۸ھ)

۱۲ ـــــ احکام النساء۔

جوینی، امام الحرمین (متوفی ۴۷۸ھ):

۱۳ ـــــ البرھان، تحقیق ڈاکٹر عبدالعظیم الدیب

۱۴ ـــــ الدرّۃ المضیئۃ فی ما وقع فیہ الخلاف بین الشافعیۃ والحنفیۃ، تحقیق ڈاکٹر عبدالعظیم الدیب

حجازی، ڈاکٹر عبدالحی (معاصر)

۱۵ ـــــ المدخل لدراسۃ العلوم القانونیۃ۔

ابن حزم (متوفی ۴۵۶ھ):

۱۶ ـــــ الاحکام فی اصول الاحکام

۱۷ ـــــ المحلّٰی

ابو یوسف (متوفی ۱۸۲ھ):

۱۸ ـــــ اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلیٰ، تحقیق ابو الوفا افغانی طبع ۱۳۵۷ھ۔

الخطّاب (متوفی ۵۱۰ھ):

۱۹ ـــــ تمہید الکلام فی مسائل الالتزام

الحکیم، محمد تقی (معاصر)

Marfat.com

۲۰ ـــــ اصول الفقه المقارن

الحلی، مقداد بن عبداللہ السیوری (متوفی ۸۲۶ھ)

۲۱ ـــــ نضد القواعد الفقہیۃ علی مذہب الامامیۃ۔

عمزہ، محمود (متوفی ۱۳۰۵ھ):

۲۲ ـــــ الفرائد البہیۃ فی القواعد الفقہیۃ:

عید، علی (معاصر)

۲۳ ـــــ دور الحکام شرح مجلۃ الاحکام۔

نفری، محمد (معاصر)

۲۴ ـــــ اصول الفقہ

نفیف، علی (معاصر)

۲۵ ـــــ فرق الزواج

خلاف، عبدالوہاب (معاصر)

۲۶ ـــــ اصول الفقہ

ابن خلدون، عبدالرحمٰن (متوفی ۸۰۸ھ)

۲۷ ـــــ مقدمہ

الہنن، ڈاکٹر مصطفیٰ سعید (معاصر)

۲۸ ـــــ أثر الاختلاف فی القواعد الأصولیۃ فی اختلاف الفقہاء۔

دبوسی: (متوفی ۴۳۰ھ)

۲۹ ـــــ تاسیس النظر۔

دمشقی (متوفی ۷۸۰ھ):

۳۰ ـــــ رحمۃ الأمۃ فی اختلاف الأئمۃ۔

رازی، فخرالدین (متوفی ۶۰۶ھ):

۳۱ ـــــ المحصول، تحقیق: ڈاکٹر طٰہٰ جابر فیاض علوانی۔

ابن رجب (متوفی ۷۹۵ھ):

۳۲ــــ القواعد،

ابن رشد (متوفی ۵۹۵ھ):

۳۳ــــ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد،

زرقا، احمد (متوفی ۱۳۵۷ھ):

۳۴ــــ شرح القواعد الفقہیۃ،

زرقا، مصطفیٰ احمد (معاصر):

۳۵ــــ المدخل الفقہی العام.

زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ):

۳۶ــــ المنثور فی القواعد، تحقیق: ڈاکٹر تیسیر فائق، طبع وزارۃ الاوقاف (کویت) زنجانی (متوفی ۶۵۶ھ)

۳۷ــــ تخریج الفروع علی الاصول، تحقیق" ڈاکٹر محمد ادیب صالح۔

ابوزہرہ، محمد (معاصر)

۳۸ــــ اصول الفقہ،

ابن السبکی (متوفی ۷۷۱ھ)

۳۹ــــ القواعد والاشباہ والنظائر (مخطوطہ)

ابوسلیمان، ڈاکٹر عبدالوہاب ابراہیم (معاصر)

۴۰ــــ الفکر الاصولی۔

سنہوری، ڈاکٹر عبدالرزاق احمد (معاصر)

۴۱ــــ مصادر الحق فی الفقہ الاسلامی۔

سیاغی (متوفی ۱۲۱۱ھ)

۴۲ــــ الروض النظیر شرح مجموع الفقہ الکبیر۔

سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ):

۴۳ــــ الاشباہ والنظائر فی قواعد وفروع فقہ الشافعیۃ۔

Marfat.com

شاطبی (متوفی سنہ ۷۹۰ھ) :

۴۴ ـــــ الاعتصام

۴۵ ـــــ الموافقات فی اصول الشریعۃ ۔ شافعی (متوفی سنہ ۲۰۴ھ)

۴۶ ـــــ الأم ۔

۴۷ ـــــ الرسالۃ، تحقیق : احمد محمد شاکر۔

شعرانی، عبدالوھاب (متوفی سنہ ۹۷۳ھ) :

۴۸ ـــــ المیزان الکبریٰ ۔

شوکانی (متوفی سنہ ۱۲۵۰ھ) :

۴۹ ـــــ ارشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الاصول۔

شیبانی، محمد بن حسن (متوفی سنہ ۱۸۹ھ):

۵۰ ـــــ الحجۃ علی أھل المدینۃ۔

طبری، ابوجعفر محمد بن جریر (متوفی سنہ ۳۱۰ھ) :

۵۱ ـــــ اختلاف الفقہاء ۔

طحاوی، ابوجعفر (متوفی سنہ ۳۲۰ھ) :

۵۲ ـــــ شرح معانی الآثار

ابن عابدین، محمد امین (متوفی سنہ ۱۲۵۲ھ) :

۵۳ ـــــ ردّ المحتار علی الدرّ المختار ...

ابن عبدالسلام، عزالدین (متوفی سنہ ۶۶۰ھ)

۵۴ ـــــ قواعد الاحکام فی مصالح الانام

عودہ، عبدالقادر (معاصر)

۵۵ ـــــ التشریع الجنائی الاسلامی

غزالی (متوفی سنہ ۵۰۵ھ)

۵۶ ـــــ المستصفیٰ،

Marfat.com

۵۷ــــ المنخول، تحقیق: محمد حسن ہیتو

ابن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ)

۵۸ ــــ المغنی

قرافی (متوفی ۶۸۴ھ)

۵۹ ــــ الاحکام فی تمییز الفتاوی عن الاحکام وتصرفات القاضی والامام

۶۰ ــــ الذخیرہ، تحقیق: عبدالوہاب عبداللطیف اور عبدالسمیع احمد امام

۶۱ ــــ الفروق

ابن القیم (متوفی ۷۵۱ھ)

۶۲ ــــ احکام اہل الذمہ

۶۳ ــــ اعلام الموقعین عن رب العالمین

کاسانی (متوفی ۵۸۷ھ)

۶۴ ــــ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔

آل کاشف الغطاء، محمد الحسینی (متوفی ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء)

۶۵ ــــ تحریر المجلۃ،

کرابیسی (متوفی ۲۵۰ھ)

۶۶ ــــ الفروق، تحقیق: ڈاکٹر محمد طموم طبع وزارۃ الاوقاف کویت۔

کرخی (متوفی ۳۴۰ھ)

۶۷ ــــ رسالۃ الاصول۔

۶۸ ــــ مجلۃ الاحکام العدلیۃ، (۱۲۸۶ھ)

۶۹ ــــ موسوعۃ الفقہ الاسلامی (فقہی انسائیکلوپیڈیا۔)

مقری، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن احمد (متوفی ۷۵۸ھ)

۷۰ ــــ القواعد، تحقیق، احمد بن عبداللہ بن حمید، جامعہ ام القریٰ کی کلیۃ الشریعہ ڈاکٹریٹ کے مقالہ کے طور پر۔

ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ)

۷۱ ـــــ الاشباہ والنظائر۔

نشار، ڈاکٹر علی شای (معاصر)

۷۲ ـــــ منابع البحث عند مفکری الاسلام۔

وزارت اوقاف کویت

۷۳ ـــــ الموسوعۃ الفقہیۃ۔

Marfat.com

غیر عربی ماخذ

1 - Adler, Alfred : **Understanding Human Nature.** New York : Greenberg Publishers, Inc., 1927.

2 - Atkinson, R.L.; Alkinson, R.C. and Hilgard, E.R. **Introduction to Psyolology**, 8 th ed., New York: Harcourt Brace Jovanovich, Inc,. 1983.

3 - Cannon, W.B. **The Wisdom of the Body.** New York: Norton, 1932.

4 - Houston, J.P.; Bee, H., Halfield, E. and Rimm, D.C. **Invitation to Psychology**. New York: The Academic Press Inc,1979.

5 - Kagan, J.: Havemann, E. and Segal, J. **Psychology : An Introduction**. New York: Harcourt Brace Jovanovich, Publishers, 1984.

6 - Kimble, G.A.; Garmezy, N. and Segal, J. **Psychology: An Introduction.** New York: Harcourt Brace Jovanovich, Pubblishers, 1984.

7 - May, Rollo: **The Meaning of Anxiety**. New York: The Ronald Press, Co., 1950.

8 - Munn, L.N. **Psychology: The Fundamentals of Human Adjustment**. Boston: Houghton Mifflen Co., 1961.

9 - Sanford, F.H. and Wrightsman, L.S. Jr. **Psychology: A scientific study of Man,** 3rd ed., Belmont, California, Brooks, cole publishing Co., 1970.

Marfat.com

فقہ اسلامی کی نظریہ سازی

ڈاکٹر جمال الدین عطیہ

اسلامک فقہ اکیڈمی
انڈیا

Marfat.com